ضیاء نودرت کی سرگذشت

افغانستان کے شہر کابل میں نابیناؤں کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا تھا جس کا نام نور انسٹی ٹیوٹ تھا۔ 1964ء میں ضیاء نودرت نام کے ایک چودہ سالہ لڑکے نے اس ادارہ میں داخلہ حاصل کیا۔ اس لڑکے نے پہلے ہی سے مکمل قرآن مجید حفظ کر رکھا تھا۔ مغربی اصطلاح میں یہ ویسے ہی ہوا جیسے کوئی انگریزی داں شخص مکمل انجیل شریف یونانی زبانی میں حفظ کرلے کیونکہ عربی ضیاء کی مادری زبان نہ تھی۔ ضیاء نے اس تعلیمی ادارہ کے ابتدائی چھ درجوں کی تعلیم تین سال میں ختم کرلی۔

نابیناؤں کے اس ادارہ میں بریل رسم الخط میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے ضیاء نے انگریزی زبان میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ لیکن اس کے لئے انہیں ٹرانزسٹر ریڈیو پر اپنا روز کا سبق بار بار سننا پڑا۔ ایک چھوٹے سے آلہ سماعت (Ear Plug) کی مدد سے وہ دوسرے ممالک سے نشر کئے جانے والے پروگرام سنا کرتے تھے جو خصوصاً افغانستان کے باشندوں کی خاطر ہوا کرتے تھے۔ ان نشریات سے متاثر ہو کر وہ چند سوالات بھی پوچھا کرتے تھے جیسے کسی کے عوض کفارہ دینے کا کیا مطلب ہے؟ وغیرہ۔ افریقی ملک حبش (Ethiopia) کے ادیس ابابا (Addis Ababa) شہر سے کئی ادارے ریڈیو پر ایسے پروگرام نشر کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک ادارہ وائس آف دی گوسپل (Voice of the Gospel) کی معرفت نشر کئے جانے والے مسیحی پروگرام سن کر انہوں نے کئی دینیاتی نکتے ذہن نشین کرلئے تھے۔

بلآخر ایک دن انہوں نے چند لوگوں سے کہا "میں نے سیدنا مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرلیا ہے۔" ان لوگوں نے حیرت زدہ ہو کر ان سے کہا کہ " آپ اپنے اس عقیدہ کے باعث اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے کیونکہ شریعت اسلام کے مطابق اسلام سے ارتداد کرنے کا انجام موت ہے۔" انہوں نے جواب دیا کہ "میں اپنے فیصلہ کے انجام کے ہر پہلو پر غور کرچکا ہوں اور میں سیدنا مسیح کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ آپ نے بھی تو میری خاطر صلیب پر اپنی جان دے دی تھی۔"

اس کے بعد ضیاء چند افغانی مسیحیوں کے روحانی رہنما بن گئے۔ کابل کے نابیناؤں کے ادارہ کے طلبا نے انہیں اپنی انجمن کا صدر منتخب کرلیا۔ لیکن اگلے سال جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسیحی بن چکے ہیں تو تب وہ یہ الیکشن نہ جیت سکے۔ ان کی ایک مسیحی معلمہ نے ان کی ہار پر افسوس کا اظہار کیا۔ لیکن ضیاء نے بپتسمہ دینے والے یوحنا (یحییٰ) نبی کا مسیح کے متعلق حوالہ پیش کرتے ہوئے کہا "لازم ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں "(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا 3 باب 30 آیت) ان کی زندگی کا کبھی یہ مقصد نہ رہا کہ وہ نمایاں اعزاز حاصل کریں بلکہ یہ کہ وہ سدا اپنے مولا کے ادنیٰ خادم بنے رہیں۔ ضیاء کے والد نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ "نابیناؤں کے ادارہ میں داخل ہونے سے قبل ضیاء ایک ٹھنڈے اور غیر روشن کوئلہ کی مانند سرد مہر انسان تھے لیکن اس ادارہ میں داخلہ حاصل کرنے کے بعد وہ ایک سرخ وشوخ رنگ سے جلتے ہوئے انگارے کی مانند ہوگئے۔"

ایک مرتبہ انہوں نے بریل رسم الخط میں انگریزی زبان میں چھپی ہوئی انجیل شریف معرفت حضرت یوحنا عاریتہً حاصل کی اور اسے کھول کر اپنی انگلیوں کی مدد سے پڑھا۔ پھر اسے لوٹاتے ہوئے کہا "مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔" یہ پوچھے جانے پر کہ آپ کا

سوال کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ انجیل شریف معرفت حضرت یوحنا میں سیدنا مسیح نے فرمایا "میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو "(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا 13 باب 30آیت)۔انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ جناب مسیح نے اسے "نیا حکم " کہا حالانکہ پرانے عہد نامہ کے مطابق ایسا ہی ایک حکم " اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا " حضرت موسیٰ کو پہلے ہی دیا جاچکا تھا (توریت شریف کتابِ احبار 19 باب 18آیت ملاحظہ فرمائیے)لیکن اب وہ اس بھید کو سمجھ پائے ۔انہوں نے بتایا کہ مسیح کی تجسیم ہونے تک دنیا نے محبت کو مجسم ہوکر کبھی نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ کتاب مقدس (بائبل شریف) یہ واضح کرتی ہے کہ خدا محبت ہے اور جنابِ مسیح میں مجسم ہوا اس لئے وہ خود تجسیم شدہ محبت ہے ۔یہی وجہ ہے کہ جو یہ حکم نیا کہلایا۔سیدنا مسیح نے فرمایا"میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں جس طرح میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔" اپنی کامل زندگی کے نقشِ قدم پرچلنے کے لئے مسیح نے ہمیں یہ نیا نمونہ پیش کیا ہے ۔

افغانستان میں ضیاء ہی ایک ایسے نابینا طالب العلم تھے جنہوں نے چشمِ بینا رکھنے والے عام طلبا کے ساتھ حسب معمول مدرسوں میں تعلیم پائی۔ وہاں وہ اپنے ساتھ ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر رکھتے تھے جس میں وہ اپنے اساتذہ کی ہر بات ریکارڈ کرلیتے تھے تاکہ بعد میں وہ اسے دوبارہ سن سکیں اور اسے بخوبی سیکھ سکیں۔ اس طرح سے وہ اپنی کلاس میں سینکڑوں طلباء کے درمیان ہمیشہ سر فہرست رہے ۔ جو طلباء اپنی کلاس میں ناکامیاب ہوتے تھے انہیں تین ماہ کی تعطیل کے بعد امتحان میں شرکت کا ایک اور موقع دیا جاتا تھا۔ لیکن ضیاء اس موقع کا فائدہ اٹھا کر اگلے کلاس کے لئے تیاری کرکے امتحان دیتے اور کامیابی حاصل کرتے تھے۔ اس طرح سے ہر سال دو جماعتوں کی تیاری پوری کرکے انہوں نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرلی۔

ضیاء شریعتِ اسلام کا بھی مطالعہ کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ ان مسیحیوں کے دفاع کی کوشش کرتے جنہیں اُن کے ایمان اور عقیدہ کی بدولت اذیت پہنچائی جاتی ۔چنانچہ انہوں نے کابل کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں سے قانون کی سند حاصل کی ۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کالونس انسٹی ٹیوٹ (Calvin's Institute) میں بھی تعلیم حاصل کی کیونکہ آپ اس اصلاحی تحریک(Reformation) کے لیڈر کے خیالات اور اصولوں کو ذہن نشین کرنا چاہتے تھے۔

جرمنی کے کرسٹوفیل بلائینڈ مشن(Christoffel Blind Mission)نے افغانستان کی انسٹی ٹیوٹ فور دی بلائینڈ(Institute for the Blind) کو بریل رسم الخط میں جرمن زبان میں شائع شدہ کتابیں بطور عطیہ پیش کیں۔ چونکہ ضیاء ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے لہذا انہوں اپنی حسب معمول تعلیم کے علاوہ کابل میں گوئتھ انسٹی ٹیوٹ (Goethe Institute) میں جاکر جرمن زبان سیکھ لی ۔ یہاں بھی انہوں نے اپنے جوہر دکھائے اور اعلیٰ معیار پر بنے رہے ۔ جس کی بدولت انہیں جرمنی جاکر وہاں کی زبان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظیفہ دیا گیا۔ لیکن جب جرمنی کے حکام کو پتہ چلا کہ وہ نا بینا ہیں تو انہوں نے یہ رکنیت واپس لے لی کیونکہ ان کے ہاں نابینا اشخاص کے لئے رہائش گاہ اور ضروری سہولتیں مہیا نہ تھیں۔ لہذا انہوں نے ان حکام سے پوچھا کہ اس صورت میں انہیں کیا کرنا ہوگا ؟جواب ملا کہ انہیں اکیلے سفر کرنا ہوگا اور اپنی فکر آپ کرنی ہوگی۔ جب انہوں نے یہ شرائط منظور کرلیں تب انہیں داخلہ دیا گیا۔ دنیا بھر کے گوئتھ

انسٹی ٹیوٹ سے آئے ہوئے اعلیٰ معیار کے طلبا کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہوئے یہاں بھی وہ اس اعلیٰ نصاب میں اول درجہ پر ہی بنے رہے۔

ضیاء نے انجیل شریف کا ایران کی فارسی زبان سے افغانستان کی اپنی دری بولی میں ترجمہ کیا جسے پاکستان کی بائبل سوسائٹی نے لاہور سے شائع کیا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن کیمبرج یونیورسٹی پریس نے 1989ء میں انگلینڈ سے شائع کیا۔ ضیاء سعودی عربیہ بھی گئے جہاں انہوں نے حفاظ کے لئے منعقد کئے ہوئے قرات کے مقابلہ میں شرکت کی اور جیت گئے۔ اس نتیجہ کو دیکھتے ہوئے وہاں کے مسلمان جج بے حد متحیر ہو کر جھنجھلائے کیونکہ ایک غیر عرب ہستی ہوتے ہوئے انہوں نے پہلا انعام حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ان ججوں نے اس مقابلہ میں بہترین جوہر دکھانے والے ایک عرب امیدوار کو بھی الگ سے انعام دیا۔ چونکہ ضیاء کے جیسے کئی نابینا طلبا مسیحی بن چکے تھے لہذا افغانستان کی اسلامی حکومت نے مارچ 1973ء میں تحریری حکم جاری کرکے نابیناؤں کے لئے جاری کئے گئے دونوں اداروں کو بند کردیا۔ ان اداروں میں سے ایک کابل میں تھا اور دوسرا سات سو میل دور حرات میں تھا۔ تمام جلاوطن شدہ اساتذہ اور ان کے خاندانوں کو ایک ہفتہ کے اندر افغانستان چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیا گیا۔ جوں ہی ان وفا شعار اساتذہ نے ترکِ وطن کیا خدا نے حضرت یسعیاہ کے صحیفے کے مطابق 16 باب 42 آیت میں جو وعدہ کیا:

"اور اندھوں کو اس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤں گا۔
میں ان کو ان راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لے چلوں گا۔
میں ان کے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں کو ہموار کردوں گا۔
میں ان سے یہ سلوک کروں گا اور ان کو ترک نہ کروں گا۔

تب افغانستان کی اسلامی حکومت نے کابل کے مسیحی گرجا کو نیست ونابود کردیا حالانکہ شروع میں اس عمارت کی تعمیر کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ اجازت صدر امریکہ جناب آیزن ہور نے 1959ء میں اپنے افغانستان کے دورہ کے موقع پر شہنشاہ ظہیر شاہ سے لی تھی۔ جس طرح اسلامی سفیروں کے لئے واشنگٹن ڈی سی میں ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی اسی طرح مسیحی سفیروں اور دوسرے مسیحیوں کے لئے کابل میں بھی عبادت گاہ کی ضرورت تھی۔ دنیا بھر کے مسیحیوں نے اپنی پونجی لگا کر اس گرجے کی عمارت کھڑی کی تھی۔ جس وقت اس عمارت کو خدا کے لئے وقف کیا گیا تب اس عمارت کے کونے کے پتھر پر جو افغانستان میں پائے جانے والے بہترین (الاباسٹر) سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا یہ کتبہ کندہ تھا۔

"خدا کے جلال کے لئے جو ہم سب سے محبت رکھتا ہے اور جس نے اپنے خون کے ذریعہ ہمیں اپنے گناہوں سے مخلصی بخشی، یہ عمارت جلالتہ الملک ظہیر شاہ کے عہد حکومت میں 17 مئی 1970ء کے دن تمام قوموں کے لئے عبادت گاہ کے طور پر وقف کی گئی۔

"جناب مسیح بذاتِ خود اس عمارت کے کونے کا اہم پتھر ہیں۔"

جب فوجی سپاہیوں نے آکر گرجا کی عمارت ڈھانے سے قبل اس عمارت اور سڑک کے بیچ کھڑی دیوار کو گرانا شروع کیا تب جرمنی کا ایک مسیحی تاجر کابل کے صدر بلدیہ (Mayor) کے پاس گیا جس نے گرجے کو گرانے کا حکم جاری کیا تھا اور اسے کہا:

آگر آپ کی حکومت اس خانہِ خدا کو چھوئے گی تو خدا آپ کی حکومت کا تختہ پلٹ دے گا"۔

یہ الفاظ گویا پیش گوئی ثابت ہوئے۔ تب اس صدرِ بلدیہ نے کلیسیا کے نام ایک خط روانہ کیا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ وہ گرجے کی عمارت کو ڈھانے کے لئے حکومت کے

حوالہ کردے۔ یہ خط اس لئے لکھا گیا تاکہ حکومت کو ہرجانہ ادا کرنا نہ پڑے۔ کلیسیا نے جواب دیا کہ وہ اس گرجے کو کسی کے بھی حوالہ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ اس کی اپنی ملکیت نہیں ہے بلکہ وہ عمارت خدا کو وقف کی جاچکی ہے۔ اس جواب میں کلیسیا نے مزید یہ بھی لکھا کہ اگر حکومت اسے لے کر ڈھادیتی ہے تو وہ اس فعل کے لئے خدا کو جوابدہ ہوگی۔

گرجے کی عمارت گرانے کے لئے پولیس ،مزدور اور بلڈوزر بھیجے گئے۔ کلیسیا نے احتجاج کرنے کی بجائے انہیں چائے اور بسکٹ پیش کئے۔ دنیا بھر کے مسیحیوں نے دعا کی اور ان میں سے اکثروں نے مختلف ملکوں کے افغانی سفارت خانوں کو خطوط لکھے۔ بلی گراہم اور دنیا کے اور مسیحی رہنماؤں نے ایک تشویش نامہ پر دستخط کرکے اسے شاہِ افغانستان کی خدمت میں روانہ کیا۔

17جولائی 1973ء کو گرجے کی عمارت کو گرانے کا کام پورا ہوگیا۔ اسی رات کو باغیوں نے اس حکومت کا تختہ پلٹ دیا جو اس فعل کے لئے ذمہ دار تھی۔ اہل افغانستان نے جو ایسے امور میں شگون دیکھنے میں عجلت سے کام لیتے ہیں کہا کہ مسیح آسمان پر اتر آئے ہیں اور حکومت کا تختہ پلٹ دیا کیونکہ اس حکومت نے آپ کے گرجے کو ڈھادیا تھا۔ 227سال سے افغانستان میں شہنشاہی نظام حکومت (Monarchy) چل رہا تھا اور اس رات وہ صدر داوٴد کی زیر قیادت جمہوریت بن گیا۔ 1978ء میں کمیونسٹوں نے بغاوت کرکے اس حکومت کا تختہ پلٹ دیا اور اس کے بعد 1979ء کے ناتال کے موقع پر روسیوں نے اس ملک پر حملہ کردیا۔ لاکھوں افغانی باشندے مہاجرین بن کر ملک چھوڑ کر چلے گئے جن میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا "جس دن ہماری حکومت نے اس مسیحی گرجا کو ڈھادیا اس دن سے خدا ہمارے ملک کو سزا دے رہا ہے۔

کمیونسٹوں نے ضیاء کی زیر قیادت کابل کے نابیناؤں کے ادارے کو پھر سے جاری کیا۔ ضیاء نے اس ادارہ کی تنظیم میں نمایا کامیابی حاصل کی۔ تب ضیاء پر زور ڈالا گیا کہ وہ کمیونسٹ پارٹی میں شریک ہوں لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ ایک افسر نے ان سے کہا کہ اگر انہوں نے پارٹی میں شرکت نہ کی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ انہوں نے اسے جواب دیا کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے اور الٹا اس کمیونسٹ سے پوچھا کہ کیا وہ خود مرنے کے لئے تیار ہے ؟

آخرکار ضیاء کو جھوٹے الزام میں گرفتار کیا گیا اور انہیں کابل کے باہر واقع پولی چرخی سیاسی جیل میں قید کیا گیا جہاں ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ قیدیوں کو موسم سرما کی کڑاکے کی ٹھنڈ سے بچانے کے لئے جیل میں گرمی پہنچانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ضیاء کو اپنا اوور کوٹ پہن کر مٹی کے ٹھنڈے فرش پر سونا پڑا۔ ان کے پاس پڑا ہوا ایک اور قیدی ٹھنڈ سے ٹھٹھر رہا تھا کیونکہ اس کے پاس جیکٹ بھی نہ تھا۔ ضیاء کو حضرت یوحنا بپتسمہ دینے والے کے یہ الفاظ یاد تھے " جس کے پاس دو کرتے ہوں اس کے ساتھ جس کے پاس ایک بھی نہ ہو، بانٹ لے " (انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا 3 باب 11آیت)ضیاء نے اپنا واحد کوٹ اتار کر اپنے پڑوسی کو دے دیا۔ اس گھڑی سے جناب مسیح نے ضیاء کے بدن کو ہر رات معجزانہ طور پر حرارت پہنچائی۔ وہ ایسے سوتے تھے گویا ان کے اوپر کوئی گرم گلوبند لپٹا ہوا ہو۔

جیل میں کمیونسٹوں نے ضیاء کو بجلی کے جھٹکے پہنچائے تاکہ ان کا ذہن ٹھکانے پر آجائے۔ بجلی سے اس طرح جل جانے سے ان کے سر پر داغ پڑ گئے۔ لیکن انہوں نے ہار نہ مانی۔ جب انہیں جیل میں روسی زبان سیکھنے کا موقع دیا گیا تو انہوں نے اس زبان میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ آخرکار کمیونسٹوں نے انہیں دسمبر 1985ء میں رہا کردیا۔

جیل سے رہا ہونے کے بعد ضیاء نے اپنی بریل رسم الخط میں چھپی ہوئی کتاب مقدس (بائبل شریف) میں سے پیدائش کی کتاب کی حسب ذیل آیات پڑھیں:

"خداوند نے ابراہم سے کہا تو اپنے وطن اور اپنے ناتہ داروں کے بیچ سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا ------میں تجھے برکت دوں گا ---اور تو باعثِ برکت ہوگا۔ جو تجھے مبارک کہیں، میں ان کو برکت دوں گا اور جو تجھ پر لعنت کرے، اس پر میں لعنت کروں گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔" (پیدائش 21 باب 1 تا 3 آیت)۔

ضیاء کو یہ محسوس ہوا کہ خدا انہیں افغانستان چھوڑ کر ایک مسیحی مبلغ (Missionary) کے طور پر پاکستان جانے کی دعوت دے رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوست سے رابطہ قائم کیا جو ایک نابینا بھکاری تھا۔ پھر انہوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اپنا بھیس بدل لیا۔ ملک سے باہر نکلتے وقت جہاں بات چیت کرنے کا موقع پیش آتا وہاں وہ خود خاموش رہتے اور اپنے دوست کو بولنے دیتے تاکہ ان کی شناخت نہ ہونے پائے اور وہ فوجی سپاہیوں سے بچتے رہیں۔ اس طرح سے وہ کابل سے نکلنے والی بڑی شاہراہ پر طیعنات کئے ہوئے سب ہی روسی چیک پوسٹ سے بچ نکلے۔ انہیں درہ خیبر تک کا ڈیڑھ سو میل کا سفر طے کرنے کے لئے بارہ دن لگے اور تب وہ پاکستان میں داخل ہوئے۔

جب ضیاء پاکستان پہنچے تو انہیں امریکہ جا کر عبرانی زبان سیکھنے کا موقع پیش کیا گیا کیونکہ وہ ان دنوں پرانے عہد نامہ کا ان کی اپنی دری بولی میں ترجمہ کر رہے تھے۔ لیکن انہوں نے اس دعوت کو یہ کہتے ہوئے نامنظور کیا کہ انہیں افغان مہاجرین کے درمیان کافی کام کرنا ہے۔ انہوں نے نابینا مہاجرین کے لئے ایک ادارہ قائم کیا۔ کچھ دنوں میں اردو بھی سیکھ لی جو پاکستان کی خاص زبان ہے۔ وہ پاکستان کے مسیحی کلیسیاؤں میں اسی زبان میں انجیل کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بچوں کے لئے انجیل شریف کی کہانیوں کی کتاب دری بولی میں مکمل کر لی۔

13 مارچ 1988ء کو ایک متعصب مسلم گروہ "حسب اسلامی" نے ضیاء کو اغوا کیا اور چونکہ وہ انگریزی جانتے تھے اس لئے ان پر سی آئی اے کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا۔ ساتھ ہی روسی زبان جاننے کے باعث انہیں کے جی بی یا کھڈ جاسوس ٹھہرایا گیا اور مسیحی ہونے کی وجہ سے مرتد قرار دیا گیا۔ کئی گھنٹوں تک انہیں ڈنڈوں سے پیٹا گیا۔ بینا شخص مکا دیکھ کر چوکنا ہو جاتا ہے اور پیچھے ہٹ کر یا جھک کر اپنا بچاؤ کر لیتا ہے۔ لیکن نابینا شخص ڈنڈا دیکھ نہیں پاتا اور وہ پورے زور کے ساتھ چوٹ کھاتا ہے۔ یہ ٹھیک اسی طرح ہوا جیسے سیدنا مسیح کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر آپ کو اذیت پہنچائی گئی تھی (انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا 22 باب 64 آیت)۔

ضیاء کی بیوی اور تین بیٹیاں افغانستان سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکی تھیں اور ان کے اغواء کئے جانے کے وقت ان کے ساتھ پاکستان میں رہتی تھیں۔ اس کے فوراً بعد ان کی بیوی نے ایک نہائت ہی خوبصورت بیٹا جنا جو ہو بہو اپنے باپ کی شکل پر ہے۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ ضیاء کو اس بیٹے کی پیدائش کا علم تھا یا نہیں۔

تازہ ترین خبروں کے مطابق حالانکہ یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا حسبِ اسلامی نے ضیاء کو قتل کر دیا۔ اغواء کئے جانے سے قبل ضیاء نے اپنے ایک دوست سے کہا تھا کہ اگر یہ گروہ کسی وقت انہیں گرفتار کر لے تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اسی گروہ نے دو اور پاکستانیوں کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ محتاج افغانوں کو رسد پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان دونوں کو شدید اذیت پہنچانے کے بعد بری کرنے سے پہلے حسب اسلامی کے ایک رکن نے ان سے کہا "ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے جیسے ضیاء نودرت

کو کیا" اس کے علاوہ پاکستان کے شمال مغربی سرحدی علاقہ کا ایک افغان نامہ نگار یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حسب اسلامی نے نہایت ظالمانہ طور سے ضیاء نودرت کو قتل کیا اور اس کے پاس اس حادثہ کا ثبوت موجود ہے۔

اقوام متحدہ کے یونیورسل ڈکلیریشن آف ہیومن رائٹس (The United Nation's Universal Declaration of Human Rights) کے دفعہ 13 کے مطابق " ہر شخص کو اپنے خیالات ،احساسات اور مذہب کو اختیار کرنے اور ان کا اظہار کرنے کی آزادی ہے اور انہیں اپنا مذہب اور عقیدہ ظاہر کرنے کا حق بھی ہے۔

"ضیاء کی سرگذشت انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی مثال ہے۔ضیاء کو اس آزادی سے محروم رکھا گیا اور انہیں اپنے ایمان کی خاطر شہید کیا گیا۔ گرفتار ہونے سے قبل انہوں نے اپنے ایک مسیحی دوست سے گذارش کی تھی کہ اگر انہیں کچھ ہوجائے تو وہ ان کے خاندان کا خیال رکھے۔ اس دوست نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا لیکن تب اسے یہ علم نہ تھا کہ کچھ ہی دنوں کے بعد ضیاء کو اغوا کیا جائے گا۔ وہ دوست ضیاء کی بیوی اور ان کے دو بچوں کو شمالی امریکہ لے جانے میں کامیاب ہوا۔

خدا لوگوں پر کوئی عقیدہ نہیں ٹھونستا۔ اس نے انہیں اپنا عقیدہ چننے کی آزادی دی ہے لہذا کسی دنیاوی نظام یا گروہ کو کسی شخص پر کوئی عقیدہ لادنے کا کیا حق ہے ؟ ہماری یہ دعا ہے کہ افغانستان کی نئی حکومت مذہبی آزادی کا احترام کرے گی جو تمام آزادیوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ افغانستان کی دری بولی میں ایک افغانی مثل مشہور ہے جو اس سچائی کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ مثل کابل کی خصوصی زبان میں یوں ہے۔

"عیسائی بہ دینِ خود ،موسائی بہ دین خود۔"

(عیسیٰ کے پیرو اپنے مذہب پر چلیں اور موسیٰ کے پیروں ان کے مذہب پر چلیں)

جنابِ مسیح نے پیش گوئی کی تھی :

"درحقیقت ایسا وقت آرہا ہے کہ اگر کوئی تمہیں قتل کرڈالے گا تو یہ سمجھے گا کہ وہ خدا کی خدمت کررہا ہے۔"(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا 16 باب 2 آیت)۔

دوبارہ جی اٹھنے کے بعد مسیح نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا :

"جان دینے تک وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا۔"

(انجیل شریف کتاب مکاشفہ 2 باب 10 آیت)۔

اگر ضیاء مسیح کی خاطر قتل کئے گئے ہوں تو وہ اپنا ابدی انعام پا چکے اور سب ہی معتقد جو ان ہی کے جیسا ایمان رکھتے ہیں۔ ایک دن انہیں پھر سے دیکھ لیں گے جیسا کہ کتابِ مقدس میں وعدہ کیا گیا ہے :

"ہم ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہے گے "(انجیل شریف خطِ 1 اہلِ تھسلنکیوں 4 باب 17 آیت)۔

تب ہم ضیاء کی مخصوص زندگی کی مکمل سرگذشت بذاتِ خود جان لیں گے !